[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حلیہ اشرف نسل آدم صلی اللہ علیہ وسلم

للہ الحمد شب غم نے اوٹھایا بستر	مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر
مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر	بارک اللہ طبیعت کا ہے رنگ دیگر

گر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعوی ہے
سجدہ کرتے ہین ملائک مرا وہ رتبا ہے

لامکان تک لیے جاتی ہے مجھے طبع رسا	اڑ گیا عرش کے پائے سے سخن کا پایا
ہو رہا ہے صف ارواح مین میرا چرچا	خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا

بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین
ملک آنکھون پہ بٹھاتے ہین انسان ہون مین

آج کس دھوم سے خدام سخن آئے ہین
مسندین فکر کی محفل مین بچھائے ہین
تنگی بزم جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
گاؤتکیہ کرۂ ارض کا اوٹھواتے ہین
جشن کا روز ہے معنی کے شہ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور مین چھوڑ آئے ہین شگوفے کتنے
گل کئے غنچۂ خورشید سے نکلے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہمنے معمّے کتنے
سادہ کاغذ ورقِ مہر درخشان ہے آج
دست پر نورِ عطارد مین قلمدان ہے آج

یون خرامندۂ شوخی قلم رعنا ہے
بال پرواز پری چٹکیون مین اوڑتا ہے
موج ہے جس سے خجل غرق عرق دریا ہے
آہوِ شوخ ہے کیا کبک خرامان کیا ہے
کوئی شاخ آہوون کی جلوہ گہ مین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبک دری مین تو نہین

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے | غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بستر یاد دم ہے

ہر گل چاند کی طرح سے بھلا کیا کم ہے | سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے

ہر شجر شمع تجلی ہے گلشن تمہارے ہیں

نام ظلمت نہیں لالی کے یہاں لالے ہیں

سطر سنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطا | کاغذ مشق ہے اک سیر چمن کا تختا

طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا | کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں پا کیسا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے

خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو | کہوں آراستہ تصویر سخن کی گیسو

کہو رضوان سے کہ لادے مجھے شیشۂ شبو | کہ شب فکر میں نکہت مشکین ہر سو

منشئ دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے

مشق کرنے کو مری لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہی شمع بیدود
جسکی تہذیب کو جبریل امین ہیں موجود

گوندھ ہو شجرۂ طوبی کا بقدر مقصود
پانی لین چشمۂ کوثر سے مگر پڑھکے درود

صورت دیدۂ موسی ہو پر انوار کھرل
شمع سے طور معلا کی اوڑائیں کاجل

رنگِ شنجرف کا بھی لاکے دو سامان کیجیے
لالہ زار اپنی سخن کا چمنستان کیجیے

خضر کو سالکِ آبِ پے مرجان کیجیے
لعل کمیو اسطے تسخیرِ بدخشان کیجیے

وقت ہی یہ بھی انجمنِ گردون کا
کہ شفق پہ بھی ارادہ ہی شتر انجون کا

اور کاغذ کا تو ہمنے عجب انداز کیا
پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا

کھینچی تصویر اوسے جلوہ گہ ناز کیا
چوم لون ہاتھ مین اپنی عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھنچا نقشا ہے
خاک انگارہ کفِ دستِ یدِ بیضا ہے

کیون نہ جان سی ہو گلزارِ بہارِ معنی
یہ وہ صورت ہی کہ دیکھی نہ سنی تھی کبھی

محوِ نیرنگیٔ تصویر سراپا ہی نبی
تھی یہی شکلِ مقدس کہ ازل میں کھینچی

نازشِ خامۂ قدرت نہ کہان وہ رہی ہین
بول اٹھا عارضِ پر نور کہ اللہ ری ہین

کیسی تصویر کہ ہی صبحِ بہارِ رسالت
کیسی تصویر کہ ہی لوح و قلم نور فشان

کیسی تصویر کہ ہی آئینۂ پیدا و نہان
کیسی تصویر کہ ہی کلکِ مصور نازان

کیسی تصویر کہ سب جلّ علا کہتی ہین
کیسی تصویر کہ سب جلّ و علا کہتی ہین

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل
تیری صورت سی کھنچی خوبیٔ افلاک و دول

خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین ہی تو افضل
انبیا شرحِ مفصل ہین تو ہی متنِ مجمل

تو ہی خورشید تری ساتھ ہیں انجم ہین نبی
تو ہی شمع ہی تصویر ہیں تجھ سب ہین قطبی

تو ہے داؤد نعم تو ہی سلیمان خاتم — فکر تجھ میں ہے تو ذکر زکریا ہر دم
خلعت خاص خلیل و برکات آدم — شکر یعقوب ہے و صبر ایوب بہم

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل — آدم و نوح کی بخشش تجھے اوصاف جمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرف اسمعیل — اور سوا اسکے بھی ہی شمع قد باغ خلیل

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

دین پچھاڑا کہ مری گھر کا اوجالا کر دے — طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کر دے
شل مردے کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے — دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کنوین جھانکا کرون کنعان کی تو سودا ہی مجھے
طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہی مجھے
خبط ہی گر سر اعجاز مسیحا ہی مجھے
سچ تو یہ ہی کہ ترے گھر مین کمی کیا ہی مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر
ہے دل و جان سے فخر امم یہ تصویر
بس کہ آئینۂ وحدت مین ہی ختم یہ تصویر
عالم نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر

سایہ نہ پیدا ہی تھا آپکے قامت کے لیے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لیے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہے
سایۂ حق و فرشتہ منزلت ظلہ ہے
اوسکے قامت کو بھلا سایہ سے کیا نسبت ہے
سچ ہی محبوب ہی لاثانی ہی وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہون مگر لطف دو محبوب نہین
ظل حق ہو تو ہو پہ ظل نبی خوب نہین

قد کے اوصاف کہو یاد نہ بھولو بخدا
سجدۂ سہو مین ایسی عبادتین ہین ادا
آب آئینۂ باطن سے وضو کرکے ذرا
اِنّی وَجّہت کرو نیت ذوق سو ادا

اوٹھ کھڑے ہوپے تعظیم و سماعت ہے
یہی تکبیر مین عشاق کی قد قامت ہے

عرش پہ کرسی بچھاہے مرے ذہن رسا
اب بیان آمد مضمون ہے کہ وحی حی
ای فلک فکر باندازہ ہمت ہے بجا
تو و طوبی و من قامت محبوب خدا

قد بے سایہ مری چشم تمنا مین رہے
سایہ طوبی کا ترے عالم بالا مین رہے

راستی جوہر آئینۂ ایمان ہے دلا
کہدے ایمان سے کہ قد ہے الف ایمان کا
دیکھے دونون الف اسکو تو کھلا یہ نکتہ
ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سر تمان حدوث و قدم اول ظہور کا
دوسرا وادی ایمن مین ہے شمع طور

سرِ اقدس ہے حبابِ لبِ دریائے قدم
میمِ احمد کا ہے داماں احد سے منضم
درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم
یوں حدوث اور قدم آکے ہوئے ہیں باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لیے امت کے گناہ آپ نے اپنے سر پر
دن گنے جاتے ہیں کب روزِ شمار آئے نظر
بخشش حق ہو نہ ہمسر متوجہ کیونکر
زلفِ مشکیں کو دکھا کر جو کہیں پیغمبر

ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہے فرقِ ہمایوں جنابِ حق کا
عالمِ غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
پر و بال افسرِ شہپر ہیں کھولے ہے ہما
نہیں سرکار پہ سلطانِ حبش کی چھتا

کشورِ کاکلِ پُرپیچ و خم سر پر ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہے نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویس ازلی کا ہی وہ پنجۂ قلم — کہ ہر اک حرف ہی اوسکا سند مستحکم
اہل ایمان کو ہیں موی سر شاہ امم — خط گلزار میں ہی سرخط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خط طغرا مین

رخ پر نور کا ہی کاکل شبگوں سے ظہور — دیکھ لو دامن موسی کو تو شعلۂ طور
سنبلے مین ہی عیان جلوۂ ماہ پر نور — ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہے قلم سحر مبین — لوح بسم اللہ ابرو ہے جسے کہیے بہ یقین
مصحف گل ہی رخ خاتمۂ نسخۂ دین — سورۂ فاتحہ مصحف گل ہی وہ جبین

گلشن عالم تنزیہ رخ زیبا ہے
اوس گلستان مقدس کا یہ دیباچا ہے

ہیں وہ ابروے سیہ بیچ جبین انور ۔۔۔ طاق یا خانۂ خورشید کے آتی ہیں نظر
نقشۂ ابرو کا دکھائی جو عطارد لکھکر ۔۔۔ مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو پیکر

خواب میں بھی جو وہ ابرو سے جبیں پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھیے ہم پہلوے پیشانی انور ابرو ۔۔۔ ہیں ہی آئینہ صفا کے جوہر ابرو
آبروے دو ہیں خنجر ہیں مقرر ابرو ۔۔۔ موج دریاے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہ کامل میں مہ نو کی یہ تصویریں ہیں
یا کبھی معرکۂ بدر میں شمشیریں ہیں

ایک رنگ خم ہے جو مابین دو ابروے سیاہ ۔۔۔ کہ نظر آتی ہے وقت غضب شاہنشاہ
طرفہ تشبیہ پہ پہونچی ہے سخندانکی نگاہ ۔۔۔ الف اسم چھپا ہووے ہے بسم اللہ

لفظ و معنی میں عجب ابروونکے طاق ہوئے
الف طاق چھپا یا تو عدد طاق ہوئے

رنگ جو کا سا ہی تو شتا ہین تیرہ اوپر
آنکھ پہ چڑھ جائے اگر جانب امت سہر

مردمک سنگ ہی اور پلہ ہی چشم و جہ
صاف رکھی ہے میزان قیامت یکسر

آپ پلے پہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا
مردم چشم کہین ہین اسے تو آکا

طرفہ مضمون ہے مجھے پیش نظر ہو آگاہ
ایسی نرگس کہین دیکھی ہے نہ بادام سیاہ

منظر چشم ہی پر بھی فدا کیجے نگاہ
چشم بد دور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی تشبیہ کرے
چشمکین مارے سخن گو نظر تسلیم کرے

اک نیا نسخہ نکالون اسے جو ہر سے
پلکین اکسیر کی بوٹی ہین سیاہ اکثر سے

صفحے سیم کی آنکھین جو ہیں آب زر سے
بوسہ چشم پہ ہے آتش رخ انور سے

صدقے ای طالع بیدار تیرے سو جائے
ڈھیلے آنکھون کے نہین ڈھیلے ہین نرگس کے

گوش سیں پونچتہ زلف شب آسا تو ر — کہین ہو کر سیہ بھی دیکھی تو سحر ہو تا نور

رنگ کا اوسکے صبا سنکے چمن میں گویا — کہے گل سیں کہ ہوا ہو نہ ٹھہر ہیر حضور

گوہر و صدف سیں گرد امن دریا پہ ہو

یون صدف سیں کہی موتی کہ اپن چاک در ہو

گوش ہیں قطب فلک گرچہ شبیہ ہی تمیز — چشم کا ہی یہ اشارہ کہ گرد اس سے گریز

ہی زمین کعبہ ابر کی پڑی مرد م خیز — رخ کی میدان میں ہر اک رہ ہی شمشیر تیز

گوش بینی کو یہی دیکھہ کہ سب کہتی ہین

قطب اور حب انفاس یہان رہتی ہین

بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر — آب آئینہ رخسار کی موج انور

خوبروی کا بلندی پہ ہی یون اختر — یوسف حسن کی معراج ہی یا پیش نظر

صفحہ خد مبارک پہ الف بینی ہے

دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورت چشمۂ کوثر ہی لب جان پرور
نخل بادام ہی بینی ہی لب کوثر پہ

شاخ اوس نخل کی ابرو ہی حباب اطہر
اور اوس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر

دلِ عارف اوسی کے سائے مین دم لیتا ہے
نور ایمان اسی سائے کے قدم لیتا ہے

چشمۂ مہر سے اس بحر مین اب رونق ہے
صفحۂ ماہ پہ انگشت قلم سے شق ہے

وصف رخسار ادا کرنیکا مجھے حق ہے
رنگ رخسار سحر سا نہ جسکے فق ہے

مطلع صبح بنا ہی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اوس سکتا ہو
شمع کے بھی ہوش اوڑ جائین جو کچھ دیکھی ہو

شامت آجائی جو خورشید کو سودا ہو
صبح ہو جائے قمر حسن گر پھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل ہوتین
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجاتین

روے پر جلوہ خورشید کی سایا کیا ہے
آفتاب غور سے دیکھو کہ یہ نکلتا کیا ہے

سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے
اُٹھی ہو نہیں بھلا آپکے شبہا کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بتاتی ہی
نور رخسار سے حرف نہیں سیاہی ہی

لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسی سے
آب حیوان نے کہا خضر نے گو چھینٹے دیے

دنگ دم بیٹھے رہے گرچہ مسیحا بھی تھے
اب بقطرہ رہ گئے خورشید کے چھوٹے سونے

کہوں یاقوت تو وہ باتیں لب بہا پاتیں نہیں
لعل سمجھوں سے او آنکھیں ہی ٹھہراتیں نہیں

ذکر وصف در دندان میں کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہ ہوا اوسکی صفت کیا ممکن

رات بھر تارے ہی گنتی رہی بیٹھے محسن
یہ تو ثابت ہے کہ بتیار ہیں یہ وہ سن لیکن

غور سے دیکھے تو شبنم کے چھپالے ہیں
یا لب ساغر افلاک کے تھالے ہیں

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا ور گہر
آیا دہن میں بہی گر تیمی گوہر

پانی پانی میں ہوا جوش سے وہ سیم گر
معنی تازہ طبیعت سے کہلے یوں لب پر

کہ درین قطرہ سائل نم لاتنہر نیست
ور پئے دُرّ یتیم آیہ لاتقہر نیست

اک تبسم ہی کلید در جنت ہی یہان
ہوئے غفار کے دندانہ تشدید عیان

نامہ بخشش امت ہی جو حضرت کی زبان
نقطہ اللہ سے نامہ ہی سلک دندان

نامہ ملفوف لبون میں ہی بطرز دلخواہ
ہی لفافے پہ خط پشت لب انشاءاللہ

ای سخندان کیہی اسرار دہن کسنی بیان
ملگیا خاک میں چشمہ آب حیوان

پہونچے ہین حقہ گوہر جگر تنگ دہان
درج یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دہوان

رنگ غنچہ کا اوڑا گل کی تعلّی چہوٹی
منہ پہ پستے کے ہوائی یہ ہائی چہوٹی

کوئی کہتا ہی کہ اوسکو شکرستان کہیے
خضر بولے کہ اوسے چشمۂ حیوان کہیے

کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے

ہر جگہ مشتہر اوسکا لقب تازہ کیا
حق تعالی نے اوسے صاد آوازہ کیا

غنچے نے پیش کیے گرچہ ہزاروں مضمون
مین شگاف قلم صنع اوسے کہیون نکہون

گفتگو سے یہ ہی بولی مری طبع سخن
جس سے ظاہر ہوا اسرار خفی کن فیکون

شعرا نے اوسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہمنے سمّا سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے
سر فرمان خدا کا خط طغرا کہیے

کشش خط شکست دل اعدا کہیے
کلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیے

اسکی ہر تار سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہے شفاعت کی سند خط شفیعا ہمکو

رخ پر نور ہی قرآن کا پہلا نسخہ
مشکل از بسکہ تھا مضموں ہی سخن کا نکتا
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
اسلیے حاشیہ لکھا ہی خطِ رنگین کا

رخ جو ایمان ہے تو اک جزو ہی یہ ایمان کا
ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ قرآن کا

نگہ پاک الف صاد ہی چشم زیبا
چہرے پہ ہی خط گلزار یہی یعنی لکھا
لام گیسو ہیں سر مو نہیں کچھ فرق اصلا
کہ وہ ہی اصل پئے خلقت دین و دنیا

جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجیے
دیکھیں تضمینیں بہت اکنکی تضمین کیجیے

پردہ کعبہ ہی گیسوے حبیب یزدان
اسمیں پاکیزہ مصلا ہی نگہ کا داماں
اور محراب حرم کا ہی ابرو و کمان
مردم چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظر حیران

زیر رخسار مبارک وہ خطِ ریش لطیف
رحل ہی جسپہ کھلا رکھا ہی قرآن شریف

لو لگائے ہی یہی روشنیِ طبعِ دلا
نہیں پروانگی باقی ہے مگر فکر رسا

شمع کافوری گردن کا دکھائی جلوا
پر یہاں جلتے ہیں جبریل کے اندیشہ کے

سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہے
آتشِ حسنِ گلوسوز کا یہ شعلا ہے

بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور
کسی محفل کی صراحی کا یہاں کیا مذکور

جس سے ڈوبی عرقِ شرم میں ہے شمعِ طور
بزمِ تنزیہ کی کہیے اوسی سے جوشِ سرور

جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن میں آئے
خلد میں شربتِ دیدارِ حق اچھو ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئی تو ہوا یہ روشن
ہے تجھی کیلیے اسی خامۂ ایجاد الجھن

گر شبِ فکر میں افروختہ ہیں شمعِ سخن
انتخابی ہیں اشعارِ بیاضِ گردن

ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

صفت مُہر نبوت کا بیان ہووے کیونکر	عاشقی مُہر میں ہی او سخن ہی ششدر
مُہر کی پشت کے نقش و نسبہ حق نے لکھا	کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر

ہوی پھر بھی جو سیہ دل تھی گمراہ
ختم اللہ علیٰ قلبھم انا للہ

مُہر انور کی جو معلوم ہے حرف تمام	کلمہ اوس سے نمایان تھا نہین سمین کلام
رہنت ہی دعوی مقبولی مین سلام	ایک ہی مُہر ہا د تمین لکھے یا دو نام

نئے انداز کی یہ مُہر ہوئی عالم گیر
ایک سکّے مین کُھدا نام شہنشاہ وزیر

دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہے	تیا حنین نگلین جیسے ہون شاخِ گل عنا ہے
طوطی ناطقہ اس باغ مین چپ رہتا ہے	بلبل طبع کو غنچے کی طرح سکتا ہے

ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہین
دستِ گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھ کھینچے ہوئے ہو رنگ ہے پانی کا فوق
قلم انگشت شہادت ہے کف افسوس ورق
کاغذ سا ہے سب جسم کو نخچیر شفق
سینہ ہے کاغذ عطار رہے ہو جائے شفق

رنگ سے ہو گیا ہے ہاتھ کو سب آگہی ہو
میرے ہاتھوں تپ سیدہ ہو گئی ہے جگر اپنا

بند ہے ستاپ کا تو پاکیزہ خمسہ کا
طبع استاد ازل بھی ہے یہاں بخشی کے سبب
انگلی ہر ایک سے رہی ہے دو دل بند
انگلی رکھ سکتے نہیں جس پہ نہیں ہوتے فرشتہ

مجھکو فخر صفت پنجہ اقدس بس ہے
اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہے

گو کف دست منور کو میں کہتا ہوں ماہ
غور کیجے تو یہ تشبیہ نہیں جائز خدا
مہر انور ہے ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ
دونوں ہر وقت مقابل ہیں ہمیشہ

ہم نے یہ معجزہ عقدہ انامل دیکھا
اک گھڑی میں مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور
دست بر سینہ ہیں خسروِ ایران و فغفور
اور کہتے ہیں فرشتے بھی حیران ہو کر
لوح محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر

صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے
صورتِ علم لدنّی کا یہ آئینہ ہے

صاف بے موے نبی کا ہے سینہ شفاف
جیسے نقطوں سے حروف الگ صفحہ پہ صاف
ہاں مگر سینے سے ہے اک خط مشکیں تا ناف
جسکو کہتا ہے سخنور کشش مد کاف

صدرِ پرنور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ
عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے یہ

شجرِ نور کو ہمراز شب اسریٰ ہے
شرح صدرِ شہِ عالی کا اک نکتہ ہے
جو کہ لبریز لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے
جسمیں معراج لطف ہیں وہ دریا ہے

خط نہیں سینے میں شاہنشہ بحر و بر کے
عنبریں موج ہے یہ بحر میں گویا بر کے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہی بال جبریل
اور اچھا مضامین مین ہے فکر اسرافیل

نکلی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل
ہو گیا ہمعدِ لفظِ عدم لفظ عدیل

قاف تک ہمنی بہت کاف کمر ڈھونڈھا ہے
کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اوسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور

ناکمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور
سامنے اوسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سنکے اوصاف شجاعان عرب گھبرائین
چیتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہو جائین

لا خطِ نسخ مین لکھو تو کہون کہ نکتا
لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صلِ علی

واہ کیسا کمر و پیرہ خطِ نسخ کھچا
کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سے تشبیہ بھی
یہ وہ لا ہے کہ نہین جس سے بچا الا بھی

سرِ عالم ہے فدا ہو قدمِ پاک نبی
ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی

وصف میں جسکے سخن اُسکا لگا گھٹتی
نہیں چلتا ہے لگی پانو قلم میں مہندی

سر بزانوئے ادب آکے سخنگو بیٹھیں
فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں

دیکھیے کیا اوسے شمشاد و صنوبر کی مثال
سرو جنت سے نکل آئیں پئے استقبال

چمنستانِ ارم اوسکے قدم سے ہو نہال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجیے پامال

قتل بلبل کو سرِ راہ بچھائیں گل چشم
فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہے عالم بالا پہ قدِ رعنا کا
ساق ہے نخل تمنا ملاء اعلیٰ کا

سر افلاک ہے فدیہ قدمِ والا کا
خاک پا غازہ ہے حوروں کے رخ زیبا کا

رکھدیا آپ نے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھ گیا پایہ وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم میں تا گرہ پا ہوئی بگرسن پا
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پہ آئے

شمع گو رشک سے جل جاوے مگر شعلہ فشانی
گرہ ابروی خوباں کی حقیقت کھل جائے

ماہ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخن چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت کی محسن
اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن

کسکو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن
آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پہ
سارے محشر کی زمیں رکھ لوں اوٹھا کر سر پہ

ہے امید کہ جب گرم ہو بازار شہود
لو سراپا ہیں تم و عوض جور و قصور

یوں کہی بادشہ بارگہ عالم نور
میں کہوں واہ تجھے نہیں ہرگز منظور

تمت

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ تدبیر نہیں
کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تقدیر نہیں

نسخہ

۱۲۱۲۵۴